



سوال

(710) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے ایک سوال پر استفسار اور اس کا جواب

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ آپ نے الاعتصام کے شمارہ نمبر ۲۸۷ ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ جمعۃ المبارک (مطابق ۲۳ فروری تا یکم مارچ ۲۰۰۱ء) میں (ص- ۱۳) پر ضروری وضاحت اور شکر یہ کے عنوان کے تحت حافظ زبیر علی زئی صاحب کا شکر یہ ادا کیا، کہ انہوں نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے اثر کے متعلق آگاہ کیا کہ یہ اثر جامع المسانید ابن کثیر (ص ۵۲۵ ج ۷) میں موجود ہے لیکن یہ اثر سلیمان العطار کی جمالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ راوی مجہول نہیں۔ اس راوی کا پورا نام سلیمان بن الحسن بن المنہال العطار، ابویوب البصری ہے۔ حضرت شیخ الاسلام جناب محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”رجال کتاب القراءة خلف الامام للیہقی“ میں اس کو ذکر کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے، کہ:

أُطْلِقَ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرِ الْإِسْمَاعِيلِيُّ أُنْدَلُ الْكُتَّابِ الْمُعْجَمِ لِأَبِي بَكْرِ الْإِسْمَاعِيلِيِّ (۲ - ۶۳۷)۔

وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ يُونُسَ السَّمِيْعِيُّ: سَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ بَنَ عَلَّامَ الرُّبَيْرِيَّ، عَنِ سَلِيْمَانَ بَنِ الْحَسَنِ ابْنِ الْيُؤُوبِ الْعَطَّارِ الْبَصْرِيِّ، فَقَالَ: هُوَ مُوثِقٌ۔ وَقَالَ أَيُّنَا: سَأَلْتُ الدَّارِقُطَنِيَّ عَنِ ابْنِ الْيُؤُوبِ سَلِيْمَانَ بَنِ الْحَسَنِ الْعَطَّارِ الْبَصْرِيِّ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ۔ كِتَابُ سُؤَالَاتِ حَمَّادِ بْنِ يُونُسَ السَّمِيْعِيِّ لِلدَّارِقُطَنِيِّ، وَغَيْرِهِ مِنَ الْمَشَافِحِ (ص ۲۱۷-۲۱۸۔ رقم الترجمة نمبر ۲۹۳-۲۹۶)

اس لیے یہ راوی مجہول کیسے ہوا بلکہ قابلِ احتجاج ہوا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام على رسول اللہ، أما بعد!

اس کا جواب محترم حافظ زبیر علی زئی کے قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں! وہ آپ کے اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: سلیمان بن الحسن، ابویوب العطار البصری رحمہ اللہ بلاشبہ ثقہ تھے، تاہم ان کا انتقال ۲۶۲ھ میں ہوا۔ دیکھئے تاریخ بغداد (۵۴/۹) المنتظم لابن الجوزی (۱۸۲/۱۲) ترجمہ نمبر ۱۶۷۵۔

جب کہ امام طبرانی، عکا شہر میں ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ (رحمہ اللہ) دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۱۹/۱۶) اور عام کتب میں ترجمۃ الطبرانی۔ امام طبرانی رحمہ اللہ کا پہلا سماع ۲۷۳ھ (یعنی تیرہ سال کی عمر) میں ان کے والد نے کرایا۔ (السیر ۱۱۹/۱۶) لہذا سلیمان مذکور سے امام طبرانی کا سماع ناممکن وغیر ثابت ہے۔

سند مذکور کا راوی سلیمان بن الحسن العطار کوئی دوسرا شخص ہے۔ المعجم الاوسط (۳۸۹/۳) ج: ۳۶۶۳ میں اس کے ساتھ ”المصری“ کا لقب موجود ہے۔ جب کہ اس کی کنیت مجھے کہیں



نہیں ملی۔ لہذا استاذ طبرانی کی جماعت بدستور باقی ہے۔ کتاب الدعاء للطبرانی کے محقق ڈاکٹر محمد سعید بن محمد حسن البخاری نے بھی لکھا ہے کہ:

’لم أقتِ عَلِيَّ (مقدمہ کتاب الدعاء ص ۳۳۸ و کتاب اعمار، ج: ۲۰۶۱ ابوالیوب البصری کے شاگردوں میں امام طبرانی اور استادوں میں ابوالکامل الجذری کا نام نہیں ملا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہی روایت فضیل ابن سلیمان الثمیری کی وجہ سے السلسلۃ الضعیفۃ ج ۶ ص ۵۶ حدیث نمبر ۲۵۳۳ پر ذکر کر کے ’’ضعیف‘‘ قرار دی ہے۔ وما علینا الا البلاغ (زمیر علی زئی)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء التمدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 600

محدث فتویٰ